

امام احمد رضا بریلوی

اپنوں اور غیروں کی نظر میں

محمد عبید اللہ عظیمی

انجمن رضا مصطفیٰ، چاہ میراں لاہور

- رسالہ —————  
 تالیف —————  
 کتابت —————  
 پروف ریڈنگ —————  
 مطبع —————  
 بار اول —————  
 ناشر —————

امام محمد زبیر علی بن ابیہ اور سیکانوں کی نظر میں

محمد عبدالحق شرف قادری

مولانا شاہ محمد شرف قادری، قصبہ، فون ۳۱۳۲

مولانا بشیر احمد مدنی

{ محمود رضا پرنٹر لاہور }

صفر المظفر ۱۴۰۶ھ / ۱۹۸۵ء

ملے کا پتا

مکتبہ قادریہ، جامعہ نظامیہ رضویہ، لوہاری منڈی لاہور  
 رضا پبلی کیشنز، مین بازار داتا دربار لاہور



ان دنوں چار صفحے کا ایک مپلٹ "عقائد جماعت بریلویہ رضویہ" بریلی  
 تعداد میں ملک بھر میں تقسیم کیا جا رہا ہے جس میں غلط بیانی اور دروغ گوئی  
 سے کام لیتے ہوئے علماء اہل سنت پر کچڑا اچھالنے کی کوشش کی گئی ہے  
 یہ اشتعال انگیز کارروائی عین اس وقت کی جا رہی ہے جبکہ داخلی اور خارجی  
 سازشوں کے ذریعے ملک پاک کے امن و سکون کو درہم برہم کرنے کی مذموم  
 کوششیں جاری ہیں۔ اس قسم کے لٹریچر سے امن و امان کی صورت حال بحال  
 کرنے میں قطعاً مدد نہیں مل سکتی اور نہ ہی اسے ملکی سلامتی کے لئے نیک فال  
 قرار دیا جاسکتا ہے۔

بعض ارباب علم و دانش کے نزدیک اس قسم کے بہوہ پروپیگنڈے  
 کو نظر انداز کر دینا چاہئے۔ جبکہ بعض احباب کی رائے یہ ہے کہ حقیقت حال کا  
 اظہار ضروری ہے تاکہ سادہ لوح مسلمان کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہوں۔ آئندہ سطو میں  
 مختصر طور پر ان اثباتات کے چہرے سے نقاب ہٹایا جاتا ہے۔

① ایک حدیث کا ترجمہ نقل کیا گیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ قیامت سے پہلے  
 تیس قبائل پیدا ہوں گے جن میں سے "المسیلہ"، "العنسی" اور "الختار" ہیں۔  
 ادھر مولانا احمد رضا خاں صاحب کا ایک نام "الختار" ہے۔ ہم رضا خانیوں سے  
 گزارش کرتے ہیں کہ وہ ہمیں بتا دیں کہ ان کے نزدیک اس حدیث میں "الختار" سے مراد  
 کون ہے؟ (مپلٹ)

تعجب ہے کہ جن لوگوں کے نزدیک غیب کا علم کبھی نبی کو دیا گیا اور نہ ولی کو

















مثال کے بیان سے مقصد کسی بات کو عام فہم انداز میں بیان کرنا مقصود نہیں ہے۔  
مطلب ہرگز نہیں ہوتا کہ جس چیز کے لئے مثال دی جا رہی ہے مثال اس کا  
عین ہے اور ہر ہوا اس پر صادق آتی ہے مفتی صاحب کا مقصد صرف اس  
حقیقت کو مثال سے واضح کرنا ہے کہ کسی کو قریب کرنے کے لئے اس کی  
آواز نکالی جاتی ہے۔ انہوں نے حضورِ انور ﷺ کے لئے علیہ وسلم کے لئے  
شکری کا لفظ قطعاً استعمال نہیں کیا۔

مثلاً بعض لوگوں کو یہ مطلب سمجھ نہ آئے اس لئے ایک مثال کے  
ذریعے سمجھانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ایک دفعہ کسی نے مولوی محمد قاسم  
ناٹوئی صاحب سے وعظ کرنے کی درخواست کی اور اصرار کیا اس کے جواب  
میں انہوں نے کہا :-

”وعظ ہم لوگوں کا کام نہیں اور نہ ہمارا وعظ کچھ مؤثر ہو سکتا ہے  
وعظ کا کام تقاضا مولانا امجد علی صاحب سید کا اور انہی کا وعظ مؤثر  
بھی تھا۔ دیکھو اگر کسی کو پاخانہ پیشاب کی حاجت ہو تو اس کے قلب  
میں اس وقت تک بے معنی رہتی ہے جب تک وہ ان سے فرات  
حاصل نہ کر لے اور اگر وہ کسی سے باتوں میں بھی مشغول ہوتا ہے یا  
کسی ضروری کام میں لگا ہوتا ہے تو اس وقت بھی اس کے قلب  
میں پاخانہ پیشاب ہی کا تقاضا ہوتا ہے اور طبیعت اس کی اکیلا  
موجود ہوتی ہے اور وہ چاہتا ہے کہ جلد سے جلد اس کام سے فراغت  
پاکر قضاے حاجت کے لئے جاؤں۔

سو وعظ کی طبیعت وعظ اور اس کے وعظ کی تاثیر کے لئے  
کہ اگر کم اتنا تقاضا نہ ہو ایت تو ضرور ہونا چاہئے جتنا کہ پاخانہ پیشاب کا  
اگر اتنا بھی نہ ہو تو وعظ وعظ کا اہل ہے اور نہ اس کا وعظ مؤثر ہو سکتا  
ہے ہم لوگوں کے قلوب میں ہدایت کا اتنا تقاضا بھی نہیں جتنا کہ بیخانہ

پیشاب کا اس لئے ہم وعظ کے اہل ہیں اور نہ ہمارا وعظ مؤثر ہو سکتا ہے۔  
ہاں یہ تقاضا مولوی امجد علی صاحب کے دل میں پورے طور پر موجود تھا  
اور جب تک وہ ہدایت نہ کر سکتے تھے ان کی یہی نہ تھی۔“

(ارواحِ ثلاثہ، حکایات اولیاء، دارالانشاعت کراچی، ۲۵۲)

اب اگر کوئی تم پر تعجب یہ کہہ دے کہ ناٹوئی صاحب نے مولوی صاحب کے وعظ  
کو قضاے حاجت قرار دیا ہے تو کیا کوئی دوبندی اسے تسلیم کر لے گا؟ مقصد صرف یہ  
واضح کرنا ہے کہ مثال کو بعینہً مثل نہ لیا جس کی مثال دی گئی ہے، پرچیاں کر دیا بھی نہیں ہے۔  
حضرت عائشہ کی شان میں یہ بڑی گستاخی۔

(۸) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ذکر کرتے ہوئے امجد رضا خاں صاحب  
حدائقِ بخشش ص ۳۳ پر رقمطراز ہیں :-

تنگے چست ان کا لباس اور وہ جون کا اہب ہار  
مکی جاتی ہے قب سے کر تک لیکن  
یہ پچھا پڑتا ہے جون میرے دل کی صورت  
کہ ہوئے جاتے ہیں جامہ سے ہرول سینہ و بر

توبہ، نمود بالہ ریگستخ عاشق کہلاتے ہیں، خدا را غور کریں۔ (میفٹ)

ناظرین کرام! اس پر ایک لطیفہ سن لیں۔ ایک شخص کے سر پر شاعری کا جھوٹا سوا  
تو اس نے یہ جواب نہ کہہ کیا :

چرخ خوش گفت سعدی در زلفی

کہ عشق نمود اول ولے افست و شکلا !

اسے یہ فکیر نہیں تھی کہ دونوں مصرعوں کا وزن بھی صحیح ہوا ہے یا نہیں اور یہ تو اسے خبر  
ہی تھی کہ زلفی مولانا جامی کی تصنیف ہے اور دوسرا مصرعہ حافظ شیرازی کا ہے۔ اس نے  
دونوں چیزیں شیعہ مسدویں کے کلمات میں ڈال دیں اور اس پر خوش کہنا نذر شہنشاہ کیا۔  
اس کی یہی حال مسخرین کا ہے، انہیں یہ علم ہی نہیں کہ حدائقِ بخشش ص ۳۳ امجد رضا خاں صاحب



کی تعظیم یا ترتیب نہیں اور نہ ہی ان کی زندگی میں شائع ہوا، یہ حصہ مولانا محبوب علی نے ترتیب دیا اور امام احمد رضا بریلوی کے وصال کے دو سال بعد شائع کیا۔ مولانا محبوب علی خاں نے ابتدائی حصہ پر ۲۹ دلی ایچ ایچ ایم ۱۳۴۲ھ کی تاریخ کی ہے جب کہ اعلیٰ حضرت کا وصال ۱۳۴۰ھ ماہ عشر میں ہو چکا تھا۔ مولانا محبوب علی خاں صاحب تحفہ کی ترتیب و اشاعت میں واضح طور پر حنفی فرقہ کا پیش ہوئے۔

(۱) انہوں نے اس حصہ کا نام حدائق بخشش حصہ سوم رکھا، صرف یہی نہیں بلکہ پہلے  
۳۲۵ حصہ کا سوم بھی درج کر دیا تاکہ حدائق بخشش صرف پہلے اصل و دھوں کا تاریخی نام تھا  
جو ۳۲۵ء میں شائع ہوتے، تیسرا حصہ تو ۳۲۲ء تک اس کے بھی بعد شائع ہوا۔  
(۲) انہوں نے سوسہ نامیہ کشمیر پر اس نامیہ کے سپرد کر دیا، پریس والوں نے خود ہی کتابت  
کروائی اور خود ہی چھاپ دیا، مولانا نے اس کے پروف بھی نہیں پڑھے، کاتب نے ان سے  
یادداشتہ چیزیں اشعار جو بالکل الگ متنے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ  
عنها کا نشان میں کئے گئے اشعار کے ساتھ ملا کر لکھ دئے۔

ان غلیظوں کا خمیازہ انہیں یوں بھگتنا پڑا کہ خطیب مشرق مولانا مشتاق احمد نظامی نے بستی کے ایک مندرت روزہ میں ایک مراسلہ شائع کر دیا اور مولانا محبوب علی خاں کو اس غلطی کی طرف متوجہ کیا۔

دوسری طرف دیوبندی مفتی کی طرف سے شد و حد کے ساتھ یہم چلائی گئی کہ مولانا محبوب علی خاں نے حضرت ام المومنین کی شان میں گستاخی کی ہے اس لئے ہندو کیسے اس کی جامع مسجد سے بظرف نکال دیا جائے۔

ادھر مرانا محبوب علی خاں کی صاف دلی اور پاک نفسی دیکھنے کے بعد کچھ ہوا اُس  
میں ان کے قصد و ارادہ کا کوئی اوّل نہ تھا، تاہم تہ تخطی کا تہ اور پریس والوں کی  
تحقیق اس کے باوجود انہوں نے رسالہ رسمی لکھ دیا اور روزنامہ انقلاب میں اپنا  
تہ نام چھپا دیا اور کہا کہ اپنی تہ بھی کی، اعلان تہ ملاحظہ ہو۔

حدائق بخشش محمد سوم مک ۳ و ۳۵ میں ہے ترتیبی سے اشعار بیان ہو گئے  
تھے اس غلطی سے بار بار فتنہ اپنی توبرہ نشانی کو چسکا ہے۔ خدا و رسول علیہ السلام  
وسلّم اللہ تعالیٰ علیہم وعلیٰ آلہم وعلیٰ سلم تک توبرہ قبول فرمائیں! اکھن شرم امین اور سستی  
مندان معافی خدا و رسول کے لئے معاف فرمائیں! جل جلالہ وعلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم

(فصلہ شریعیہ قرآنیہ ص ۳۲-۳۱)

انفصیل سے پختیت روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ امام احمد رضا  
خان دہلوی پر گستاخی کا الزام کسی طرح بھی درست نہیں بلکہ میرا سر بہتان ہے۔ اس  
حقیقت پر اس سے بری شہادت اور کیا ہو گی کہ فیہر اخصہ چھیننے کے بعد مخالف  
ایک کی طرف سے تمام اعتراضات کی بوجھ لڑ مولانا محمود علی خاں پر بھی جو  
کے حصہ کے مرتب تھے کسی ایک دیوبندی عالم نے بھی گستاخی کا الزام علیحدت  
نہ لگایا لہذا کہنے دیجئے کہ آج علیحدت پر گستاخی کا الزام لگاتے والے فتنہ پرو  
اور افتراء پرداز ہے۔ تفصیل کے لئے دیجئے فیصلہ بر مقدمہ، علیحدہ کر دی، جھٹلا، لاہور  
در اصل علیحدت پر دہلوی نے صراطِ مستقیم و تقویۃ الایمان اختیار کیا اس  
حفظ الایمان اور رابحین قاطعہ وغیرہ کتب کی گستاخانہ عبارات کا جو سخت محاسبہ کیا تھا  
ان عبارات سے تو برکمر نے کی بجائے جو ابلی کار روانی کے طور پر ان کے خلاف گستاخ  
ہونے کا لے بنا دیو بیگناہ کیا تھا ہے۔

صراطِ مستقیم میں صاف لکھ دیا کہ :

”اور شیخ یا جی جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالتہاں  
ہی ہوں اپنی محبت کو نگاہ دنیا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں  
مستغرق ہونے سے بُرا ہے۔“

محمد ایل دہلوی، صراطِ مستقیم اردو مطبوعہ کراچی، ۱۳۶۶ء





تھا تو صاحب اس محض کے جواب میں لکھتے ہیں :-  
"کسی کا حضرت عائشہ کنا اشارہ ہے وراثت فی بعض الاوقات

(الاوصاف) کی طرف :-  
(الیقین ص ۵۴۹)

ان دو غواہوں کے ساتھ ساتھ ایک تیسرا خواب بھی پیش نظر ہے جس کا ذکر اس سے پہلے کیا جا چکا ہے کہ تھا تو صاحب کا ایک مرید تھا تو صاحب کا کلہ پڑھتا ہے، تھا تو صاحب پر براہ راست درود بھیجتا ہے اور تھا تو صاحب اسے لکھتے ہیں :-

"اے صاحب! تیری طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بھونٹ  
تعالیٰ تتبع سنت ہے :-

(الامداد صفحہ ۳۶۱ حصہ ۳۵)

اب ذرا ایک لمحہ کے لئے رک کر خوابوں کے اس تسلسل پر غور کیجئے کہ پہلی خواب میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی آمد کی خبر سے تھا تو صاحب کا ذہن فوراً دوسری بیوی کی طرف جاتا ہے دوسرے خواب میں دوسری بیوی کو عائشہ صدیقہ کہا گیا پھر مرید تھا تو صاحب کا کلہ پڑھتا ہے، آخر یہ کس منزل کی طرف پیش قدمی ہے؟ اور ایسی خوابوں کا شائع کرنا اور ان پر ہمہ تصدیق ثبت کرنا کہ ام المؤمنین کی شان میں گستاخی نہیں ہے؟

اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خاں بریلوی یوں سرزنش فرماتے ہیں :-  
واقفہ دھلی میں کا آنا  
زن کا ذہن لٹکتے یہ ہیں  
جن پر لکھوں میں تصدیق  
تغییر کی بناتے یہ ہیں  
وہ تو مسلمانوں کی ماں ہیں  
کہے اسلام رکھتے یہ ہیں

(الاستعداد، مکتبہ نبویہ، لاہور ص ۸۵)

ہر ولی مرید کی مٹی کے قطرے حمل میں گرتے دیکھتا ہے۔

ولی کامل کی شان بیان کرتے ہوئے بحر الرحمن بحوالہ صاعقۃ الرحمن :-

پر لکھا ہے :-

"کسی عورت کی شرمگاہ میں کوئی لطفہ قرار نہیں کچھ نامحکوم وہ کامل

اس کو دیکھ کر دبا ہوتا ہے۔"

نیز اعلیٰ حضرت نے ملفوظات حصہ ۲ ص ۴۹ پر ذکر کیا ہے کہ سید احمد جاسی اب جیوی سے ہمبستی کر رہے تھے تو سیدی عبدالعزیز دباغ ان کے پاس غلی پتنگ پر حاضر تھے اور فرمایا کہ کسی وقت شیخ مرید سے جدا نہیں ہر آن ساتھ ہے :-

(مفلسٹ)

ہمارے سامنے حضرت علامہ مولانا غلام محمد قدس سرہ پلاں، ضلع میانوالی کی تصنیف لطیف نجم الرحمن (مطبوعہ نوری کتب خانہ، لاہور) موجود ہے اس کے صفحہ ۱۰ پر یہ عبارت نہیں ہے لہذا اس غلط بیانی کا جواب دینے کی ضرورت نہیں ہے، پھر اس دروغ بانی کا کیا علاج کہ سرخی جمانی جاری ہے کہ "ہر ولی مرید کی آن"، پر نقل کردہ دونوں عبارتوں میں سے کسی میں یہ نہیں ہے کہ ہر ولی دیکھتا ہے۔ یاد رکھئے کہ جھوٹے پروپیگنڈے سے کسی قوم کو حقیقی مرید بنی حاصل نہیں ہو سکتی۔

ملفوظات کی نقل کردہ عبارت میں امام احمد رضا بریلوی اس کے ناقل ہیں اور ناقل کی ذمہ داری یہ ہے کہ حوالہ دکھا دے چنانچہ یہ واقعہ حضرت علامہ احمد بن مبارک نے الابرار علی اطہرہ صطفیٰ البابی، مصر کے ملک پر نقل کیا ہے۔ اس کے علاوہ یہ کشف کا معاملہ ہے اور مؤرخ لہ اگرچہ اولیاء کا ملین کیلئے کشف کے مسکرم میں مگر اہل سنت اس کے قائل ہیں کہ اللہ تعالیٰ انبیاء و اولیاء کے لئے ہمارا اشیاء کو کشف فرمادیتا ہے اور لبا اوقات ان کے قصد و ارادہ کا دخل نہیں ہوتا۔

فاسخ نشاء اللہ فی ہجرتی، ارشاد باری تعالیٰ و کذلک یلتزم

(حکایات اولیاء، ص ۲۰۰)

مملکتوں السموات والارضین (الانبیاء) کی تفسیر میں ایک حدیث ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مملکت سامی دانی کرایا تو انہوں نے ایک شخص کو بدکاری میں مصروف دیکھا۔ آپ نے اس شخص سے دعا فرمائی تو وہ ہلاک ہو گیا پھر دوسرے شخص کو اسی حالت میں دیکھا، دعا فرمائی تو وہ بھی ہلاک ہو گیا، پھر تیسرے شخص کو دیکھا اور اس کے خلاف ارادہ فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں فرمایا ابراہیم، تم سب کو اللہ تعالیٰ کے بندوں کے خلاف دعا نہ کرو۔

(تفسیر طبری، عربی، مذوۃ الصغیر، دہلی، ص ۴۰۰)

الصحاف سے بتائیے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں کیا کہنا ہے؟

ابیر شاہ خاں صاحب کی یہ حکایت بھی تہذیبِ عبرت سے چڑھتی ہے۔

”شاہ ولی اللہ صاحب جب بطنِ مادر میں تھے تو ان کے والد

مجدد شاہ عبدالرحیم صاحب ایک دن خواجہ قطب الدین بٹنہا کی

رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضر ہوئے اور مراقب ہوئے اور وہ ایک

بہت تیز تھا، خواجہ صاحب نے فرمایا کہ تمہاری زوہیرِ عالم ہے اور

اس کے پیٹ میں قطب الاقطاب ہے، اس کا نام قطب الدین رکھتے

رکھتے۔“ (حکایات اولیاء، دارالاشاعت، کراچی، ص ۲۵)

اسی کتاب میں نا تو فی صاحب کے حوالے سے شاعرانہ عبارتیں

کے مرید عبداللہ خان کے بارے میں لکھا ہے :-

”ان کی حالت یہ تھی کہ اگر کسی کے گھٹوں میں جل ہونا اور وہ

پینے آتا تو آپ فرما دیا کرتے تھے کہ تیرے گھر میں لڑکی ہوگی یا لڑکا

(۱) علامہ میر عورت کی شہرگاہ دیکھنے میں کوئی حرج نہیں۔

”حضرت فاضل بریلوی نے فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۷۷-۷۸ پر فرمایا :-

”اب بیگانہ عورت کی شہرگاہ پر نظر پڑے جب بھی نماز وضو میں کوئی غفلت

کرے اور اسی ایسا کرے تو مکرہ ضرور ہے، نماز فاسد نہیں ہوتی۔ (مفہمٹ)

اس مہود اور فریب کاری کو بے نقاب کرنے کے لئے اصل عبارت

یہ ہے، امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :-

”نماز میں اگر بیگانہ عورت کی شہرگاہ پر نظر پڑے جب بھی نماز و

وضو میں غفلت نہیں مگر عورت کی مائیں بیٹیاں اس پر حرام ہو جائیں گی

جب کہ فرج داخل پر نظر نہ ہو تو پڑی ہو اور اگر قصداً ایسا کرے تو سخت

گناہ ہے مگر نماز و وضو جب بھی باطل نہ ہوں گے۔“

(فتاویٰ رضویہ مطبوعہ فیصل آباد ج ۱ ص ۷۷)



حیرت ہے کہ اس صاف اور صریح عبارت میں مذکور عزائم کے پیش نظر کس طرح کھلی خیانت سے کام لیا گیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ نظر جا چڑے، اس کا واضح مطلب ہے کہ قصد و ارادہ کے بغیر نظر چلائے، قصد و ارادہ سے دیکھنے کا ذکر انہوں نے بعد میں اجرت کے ساتھ کیا ہے مگر یہ صاحب "دیکھنے میں کوئی حرج نہیں" کہہ کر بتا کر ڈینا چاہتے ہیں کہ قصد دیکھنے کی بات ہو رہی ہے۔ پھر انہوں نے تصریح فرمادی کہ عیوت کی باتیں پیشیں اس پر عزم ہو جائیں گی اور قصد ایسا کرے تو سخت گناہ ہے۔ اس کے باوجود امام احمد رضا بریلوی پرافتر کیا جا رہا ہے کہ ان کے نزدیک کوئی حرج نہیں ہے خالی اللہ اعلم الحقائق۔

اب نگے ہاتھوں آپ بھی ان کا ایک مسئلہ ملاحظہ کریں۔ دیوبندی عظیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:-

"مسئلہ: کسی پر غسل فرض ہو اور پردے کی جگہ نہیں تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ مرد کو مردوں کے سامنے رہ نہ ہو کر نہانا واجب ہے، اسی طرح عورت کو عورت کے سامنے بھی نہانا واجب ہے۔"

اب ہشتی گوہر حصہ یازدہم، ملک دین محمد، لاہور، ص ۱۱۱

اب اس کا مطلب سوائے اس کے اور کیا ہے کہ اگر پردے کی جگہ نہ ہونے کے سبب کوئی چادر باندھ کر نہائے یا دوسرے آدمی کو کہے کہ تو مرد دوسری طرف کر کے کھڑا ہو جا، تاکہ میں غسل کروں تو وہ واجب کا تاکہ ہو گا اور امامت و شہادت کے لائق نہ ہو گا۔

(۱۱) ناز میں حضورِ مخصوص کے متنازع سے انذار بند ٹوٹ گیا۔

اعلیٰ حضرت کا فتوے بیان کرتے ہوئے ان کے خلیفہ فرماتے ہیں المیزان احمد رضا بریلوی ص ۲۳:-

امام احمد رضا نے ارشاد فرمایا کہ قعدۂ اخیر میں بعد تشہد "حرکت نفس" سے میرے انگوٹھے کا انذار بند ٹوٹ گیا تھا، چونکہ نماز تشہد پر ختم ہو جاتی ہے اس وجہ سے آپ لوگوں کو نہیں کہا اور گھر جا کر بند درست کر کے اپنی نماز احتیاطاً پھر چڑھ لی۔ (مبطل)

اعتدائی دیوالیہ پن کی انتہاء اس سے بڑھ کر کیا ہو گی؟ ایسی خیانتوں پر تو تہذیب و شرافت بھی سرسپٹ کر رہ جاتی ہیں۔ انگر گھاٹیروانی کی طرف کی ایک پوشاک کا نام ہے۔ مولوی فیروز الدین صاحب اردو کی مشہور لغات میں لکھتے ہیں:

"انگر گھا (ان گر گھا)، ایک قسم کا مردانہ لباس، قبا"

(فیروز اللغات اردو، فیروز سنز، لاہور، ص ۱۳۲)

اور نفس (فہ کے فتوے کے ساتھ) سانس کو کہتے ہیں، اب اس الفاس صوفیہ کی معروف اصطلاح ہے۔ ہوا یہ کہ سانس کی آمد و رفت سے قبا کاٹن یا بند ٹوٹ گیا، باوجودیکہ نماز تشہد پر یورپی ہو چکی تھی پھر بھی امام احمد رضا بریلوی نے احتیاطاً نماز دوبارہ پڑھ کر مکوڑا ہو بیٹھنی اور بڑی نیت کا کہ وہ کسی اور ہی پتھر میں ہے۔ ان لوگوں سے کوئی پوچھے کہ یہ پتھر منہ میں اور انذار بند کس لفظ کا معنی ہے؟

اگر آپ کو ایسی ہی شہوانی باتوں کا شوق ہے تو ہشتی زبور کا باب طب پڑھ لیجئے یا دیوبندی حکایات اولیاء کا مطالعہ کیجئے، آپ کے ذوق کی تسکین کا بہت سا سامان مل جائے گا، ذرا ملاحظہ کیجئے:

"مولانا (مولوی صاحب) بچوں سے ہنستے لڑتے بھی تھے اور

جلال الدین صاحب زادہ مولانا محمد یعقوب صاحب جو اس وقت بالکل بچے

تھے بڑی ہنسی کیا کرتے تھے، کبھی ٹپٹی اتارتے، کبھی کرسند کھول

دیتے تھے۔" (حکایات اولیاء، ص ۳۱)

حکایات اولیاء ۳۳۹ اور تذکرۃ الرشید المختصر بحر العلوم، کراچی ۲۸۹  
ص ۲۸۹ کا مطالعہ کر لیجئے، آپ کو مولانا گنجوی اور مولانا نانوتوی صاحب کے  
روابط کا اندازہ ہو جائے گا۔ مجھے تو ان شریک حوالوں کے نقل کرنے سے بھی  
حجاب محسوس ہوتا ہے۔

(۱۲) اعلیٰ حضرت کو دیکھ کر صحابہ کی زیارت کا شوق کم ہو گیا۔  
مولانا کے زہد و تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ میں نے بعض مشائخ کرام کو کہہ  
کئے سنا ہے کہ ان کو دیکھ کر صحابہ کی زیارت کا شوق کم ہو گیا۔

(وصایا بیلوی، تہذیب سنین رضا ص ۲۷)  
علامہ اہل سنت معصوم نہیں کہ ان سے غلطی کا صدور ہی نہ ہو سکے اس  
سابقہ ہی ان کا خاصہ ہے کہ جب انہیں آگاہ کیا گیا تو انہوں نے توبہ اور رجوع کرنے  
میں عار محسوس نہیں کی بلکہ اپنی عاقبت سزا دینے کے لئے اعلان توبہ سے بھی گریز  
نہیں کیا جب کہ دیوبندی مکتب فکر کے علماء شیعیت اسے اپنی آنا کا مسکہ بنایا اور توبہ  
سے گریز کیا۔

حدائق بخشش حصہ سوم کے مرتب مولانا محبوب علی خاں کی یادگار شریفہ صفحہ  
۱۳۵ پر وصایا شریف کے مرتب مولانا حسین رضا خاں کا بیان ملاحظہ ہو  
جو فقہ خداوندی، مطبوعہ دہلی ۱۳۵۵ھ اور قصیدہ ایمان افروز وصایا میں چھپ چکا  
ہے، انہوں نے فرمایا :-

”اس مضمون کا عنوان بیان غلط شائع ہو گیا ہے جس کی وجہ  
یہ ہے کہ کاتب ایک دو بانی تھا اس کی وہایت ظاہر ہونے پر اس کے  
نکال دیے گئے اور اس کا مضمون میری مصروفیت و مشغولیت کے سبب  
پر رسالہ بغیر تصحیح کے شائع ہو گیا“

اصل عبارت یہی :-

”زہد و تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ میں نے بعض مشائخ کرام کو کہتے  
سنا کہ اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اتباع سنت کو  
دیکھ کر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی زیارت کا لطف  
آگیا یعنی اعلیٰ حضرت قبلہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے  
زہد و تقویٰ کا مکمل نمونہ اور منظر اقمی تھے۔“

اس عبارت کو وہابی کاتب نے تحریف کر کے لکھ ڈالا مگر چونکہ  
میری غفلت و بے توجہی اس میں شامل ہے اس لئے میں مخالفوں کا  
احسان مانتے ہوئے کہ انہوں نے اس عبارت پر مجھے مطلع کر دیا،  
(حدود شود سبب خیر اگر خدا خواہد) اپنی غفلت سے توبہ کرتا ہوں  
اور سنی مسلمانوں کو اعلان کرتا ہوں کہ وصایا شریف کے ص ۲۷ میں اس  
عبارت کو کاتے عبارت مذکورہ بالا لکھیں، طبع آئندہ میں انشاء اللہ  
اس کی تصحیح کر دی جائیگی۔

(وصایا شریف مع صفحہ مولانا سلیم اختر اعظمی، مکتبہ شریفہ مدینہ کے ص ۲۵)  
مخالفین اس کے باوجود بار بار اس عبارت کا حوالہ دے رہے ہیں جس کا  
مطلب یہ ہے کہ وہ نہ تو خود اپنی کوتاہیوں پر توبہ کرنا چاہتے ہیں اور نہ ہی کسی کو  
توبہ کرتے ہوئے دیکھنا چاہتے ہیں، گویا ان کے نزدیک سراج مغرب سے طلوع  
ہو چکا ہے اور توبہ کا دروازہ بند ہو چکا ہے، لہذا بالآخر مذکورہ

(۱۳) اعلیٰ حضرت نے صدیقی اکبر کی شان پائی۔  
شاہ احمد نورانی شیکے والد صاحب نے اعلیٰ حضرت کی تعریف کرتے ہوئے

فرمایا، سوانح اعلیٰ حضرت ص ۱۳۸ :



عیاں ہے شانِ صدیقی تمہارے صدق و تقویٰ سے  
کوں کیوں کر نہ انقی جب کہ خیر الانقیب ر تم ہو  
(مبطل)

اس شعر کا مطلب سوائے اس کے کچھ نہیں کہ امام احمد رضا بریلوی صدیق و  
تقویٰ میں شانِ صدیقی کے مظہر میں۔ یہ سراسر غلط بیانی ہے کہ اعلیٰ حضرت نے صدیقی اکبر  
کی شان پائی۔

محمد جعفر نقوی سیسی، سید احمد بریلوی کے دو غلیبوں مولوی عبدالحی صاحب  
اور مولوی اسماعیل حلوی صاحب کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

"یہ دونوں بزرگ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی  
اللہ عنہما کی مانند آپ کے بارِ غار اور حنا شریف تھے"

(حیات سید احمد شہید، نقیسی کیٹی، کراچی، ۱۹۵۰ء)

دونوں بزرگ نوشہین کرہین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی مانند ہوتے، خود  
سید صاحب کس کی مانند ہوتے، خود ہی سوچ لیں۔

بہی نقوی سیسی صاحب، سید صاحب کی شان میں ایک قصیدہ نقل کرتے  
ہیں جس میں یہ اشعار بھی ہیں :-

صدق میں ثانی، ثنیں کی مانند قوی

جد اور جہد میں اسلام کے ثانی عمر

نرم میں حضرت عثمان صاحبوں بحرِ جیا

اور صفِ جنگ میں ہم طرز علی صفدر

(احوال مذکورہ، ص ۱۶۳)

کہہ دیجئے کہ ان اشعار کا مطلب یہ ہے کہ سید صاحب نے خلفاء راشدین کی شان پائی ہے۔

مولوی ابوالحسن محمد علی صاحب دیوبند نے مولوی محمد حسن صاحب کا  
مرثیہ لکھتے، اصناف معلوم ہو گئے تاکہ انہوں نے مولانا محمد حسن صاحب کے مرثیہ کس طرح طے  
کئے گئے ہیں، چند اشعار انہیں کے جانتے ہیں :-

مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا

اس سبجانی کو دیکھیں ذری ابنِ مریم

(مرثیہ، مطبع ہلالی ساڈھورہ، ص ۳۳)

انصاف سے بتائیے کہ کیا یہ کلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تعلق  
نہیں ہے؟

قبولیت اسے کہتے ہیں مقبول ایسے ہوتے ہیں

عبدِ مود کا ان کے لقب ہے یوسف ثانی (صلا)

جس کے کالے کلوٹے غلاموں کا لقب یوسف ثانی ہوا اس کے گورے

چٹے غلاموں اور خود اس کا کیا مقام ہوگا؟ کیا یہ حضرت یوسف علیہ السلام کی بارگاہ  
میں گستاخی نہیں ہے؟

وفاتِ سرورِ عالم کا نقشہ آپ کی رحلت

وہ نقی صدیق اور فائق تھے کہنے سے عجیب ہے

(صلا)

قسم ہے آپ کو ربِّ ذوالجلال کی! انصاف و دیانت سے بتائیے کہ کون سی حد

کوصاف لفظوں میں صدیق اور فاروق نہیں کہا گیا؟ جب انسان دین اور دیانت

کو خیر واکبر دیتا ہے تو اسے دوسرے کی آنکھ کا شیشکا نظر آتا ہے، اپنی آنکھ کا شیشہ نظر  
نہیں آتا۔

مدرسہ دیوبند کے مدرس اول مولوی محمد حسن صاحب نے مولوی محمد قاسم کو

اور مولوی رشید احمد گنگوہی کی شان میں ایک اور قصیدہ لکھا ہے اس کے چند اشعار ملاحظہ ہوں جنہیں پڑھ کر ایک مسلمان کا دل لرز اٹھے۔

سامراجی نامہ سے بچ پادیں کو  
میں تو کتنا ہوں کہیں پڑی عمارتوں  
(قصیدہ عجیب، بلالی پریس ساڈھوہ، ص ۱)

قاسم خورشید احمد دیشان دونوں  
میں سچائے نال پرست کنگاں دونوں (صل)  
دیکھیں کس جرأت اور بے باکی سے دونوں کو موسے عمران مسیحائے زمان  
اور یوسف کنگاں کہا جا رہا ہے، خود باللہ تعالیٰ من ذلک۔

اسی پریس نہیں یہاں تک کہ دیا ہے

وہ تناسب کتنا مابین غلیس وقم

رکھنے عیسیٰ سے ہیں ہمدی وراں دونوں (صل)

یعنی یہ دونوں ہمدی وراں ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایسے ہیں اور جو تناسب مینا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اور خاتم الانبیاء حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے درمیان تھا وہی ان دونوں کے درمیان ہے، دل تقام کر مینا ہے کہ ان اشعار کو گستاخی کے کس درجہ میں قرار دیں گے؟

۱۵-۱۴ آخر میں مخدوم اہل سنت اور مسلم لیگ کی زیریں پیچیدگی کے حوالے سے علامہ اقبال اور قائد اعظم کے بارے میں چند عبارات نقل کر کے اپنا دل ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی گئی ہے حالانکہ یہ کتابیں چند حضرات کی ذاتی و انفرادی رائے پر مبنی ہیں، جمہور سواد اعظم اہل سنت و جماعت کا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے، چند فقرہ کی ذاتی رائے کی ذمہ داری پوری جماعت پر نہیں ڈالی جاسکتی۔

غزالی نال حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی مدظلہ اپنے ایک مکتوب تحسین پر کردہ ۲۹ اکتوبر ۱۹۸۴ء میں تحریر فرماتے ہیں :-

”تجانب اہل سنت کسی اور قصیدہ لکھا ہے اس کے چند اشعار ملاحظہ ہوں جنہیں پڑھ کر ایک مسلمان کا دل لرز اٹھے۔

قطعا قابل تہنیت اس قصیدہ کے مصنف ہیں، یہ اشعار  
کرنا قطعاً غلط اور بے جا ہے اور اس کا کوئی حوالہ نہیں دیا گیا ہے  
سال سال سے یہ مصنف اہل سنت کی طرف سے پوچھی جاتی ہے کہ ہمارے  
کسی حوالہ کے ذمہ دار نہیں ہیں۔ سید احمد سعید کاظمی

یاد رہے کہ یہ بعض حضرات اگر مسلم لیگ سے اختلاف رکھتے تھے تو انہیں  
کاٹھن گیس سے بھی کوئی سہارہ دی نہ تھی بلکہ کاٹھن گیس کے بھی شدید ترین مخالفت تھے اس کے  
برعکس علامہ دیوبند کی اکثریت صرف مسلم لیگ کی مخالفت تھی بلکہ کاٹھن گیس کی کٹر حامی  
تھی۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو مقدمہ اکابر تحریک پاکستان از جناب شیخ فاروق قادری  
اور تحریک پاکستان اور شہادت علماء از چوہدری حبیب احمد اور علامہ اقبال درپاکستان  
از جناب راجہ رشید محمود۔

جہاں تک علماء اہل سنت کا تعلق ہے انہوں نے من حیث الجماعت  
تحریک پاکستان کو کامیابی سے پہنچا کر نہ کے لئے اپنی تمام تر توانائیاں صرف کر دی  
تھیں اور آل انڈیائی کانفرنس بنارس ۱۹۴۶ء، تحریک پاکستان کے لئے سبیل  
کی حیثیت رکھتی ہے۔

تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو:

خطبات آل انڈیائی کانفرنس مولانا جلال الدین قادری  
تحریک آل انڈیائی جمہور اسلام اور اسلام اعظم پروفیسر محمد سعید احمد  
اکابر تحریک پاکستان دو جلد محمد صادق قصوری



# تاریخ نجد و حجاز

مفتی محمد عبدالقیوم قادری

- عظیم اسلامی سلطنت ترکی کا خاتمہ کیوں اور کیسے ہوا؟
- ابن عبدالوہاب نجدی اور لارنس آف عرب کیا کون تھے
- عرب قوم کا فتنہ اور اس کے محرکات؟
- امریکہ، برطانیہ اور دیگر غیر مسلم دشمن طاقتوں نے
- ترکوں کے اقتدار کو ختم کرنے میں کیا کردار ادا کیا؟
- یہ اور بہت سے تاریخی حقائق بے نقاب
- محققین، مورخین، علماء، طلباء کیلئے اس صدی کا
- عظیم تاریخی شاہکار۔ تاریخ نجد و حجاز قیمت - ۴۲/-

علمائے دیوبند کی گستاخانہ عبارات  
کا اہم عوامی عدالت میں

## دعوتِ شکر

۱۲/-

محمد منشاہد شاہ قسوی

مکتبہ قادریہ، جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون بوماری دروازہ لاہور